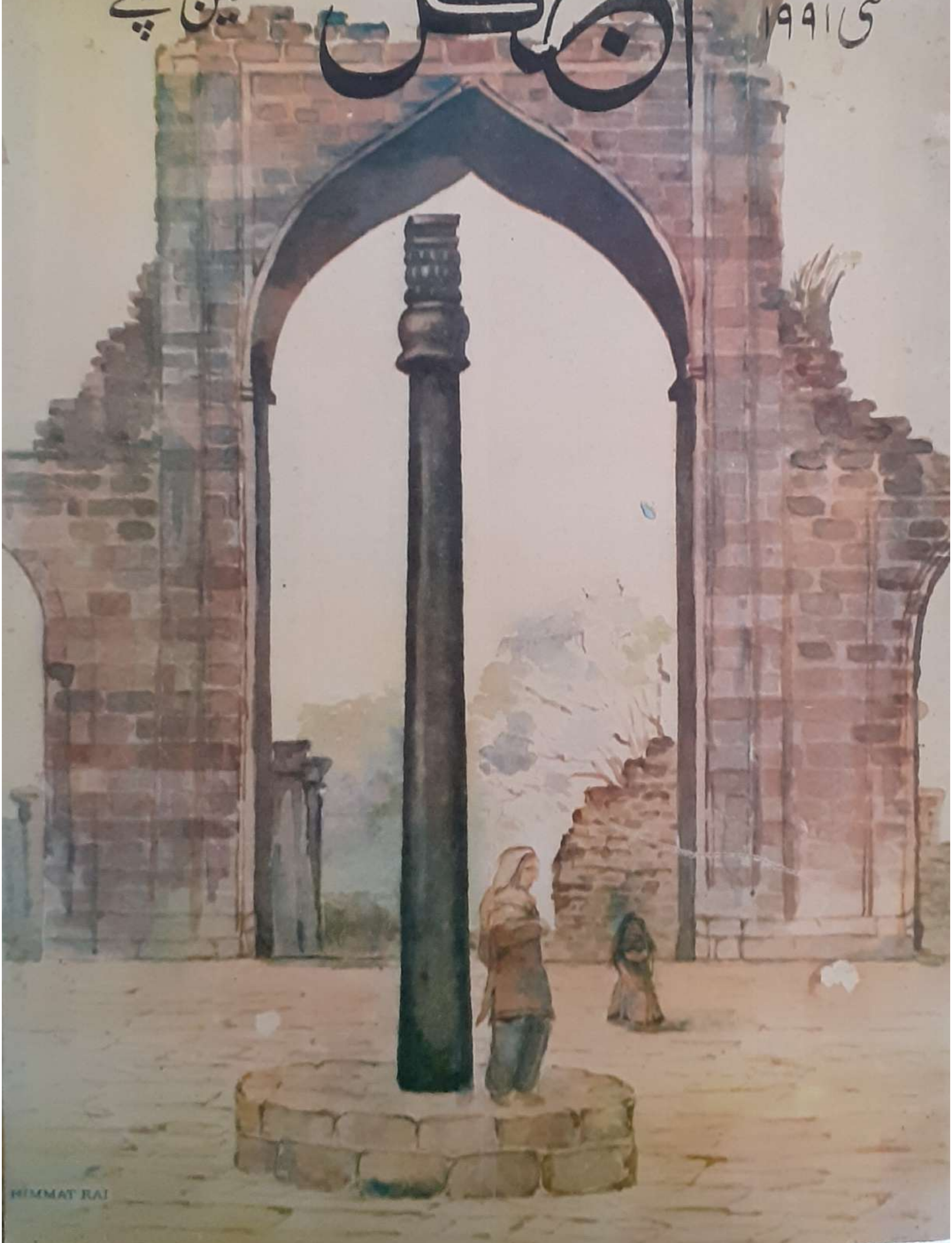
آجکل

مئی ۱۹۹۱

تین روپے



ایک [illegible] قومی ادبی ماہنامہ

آج کل
نئی دہلی

ایڈیٹر: محبوب الرحمٰن فاروقی

سب ایڈیٹر: خورشید اکرم

جلد: ۴۹ - شمارہ: ۱۰ — مئی ۱۹۹۱

بیساکھ - جیٹھ شک ۱۹۱۳

قیمت: تین روپے - فون: ۳۸۷۰۶۹

تزئین و کتابت: ذہین الاسلام

سرورق: [illegible] شرما

زر تعاون اندرون ملک:

ایک سال: ۳۰ روپے، دو سال: ۵۴ روپے، تین سال: ۷۵ روپے

بیرون ملک (پاکستان ہوائی ڈاک سے) فی شمارہ: ۱۲ روپے [illegible]

ایک سال: ۱۲۰ روپے، دو سال ۲۱۶ روپے، تین سال ۳۰۰ روپے

پاکستان: (بحری ڈاک سے)

ایک سال ۸۵ روپے، دو سال ۱۵۰ روپے، تین سال ۲۱۰ روپے

دیگر ممالک: ہوائی ڈاک سے: فی شمارہ: ۱۹ روپے

ایک سال ۱۳۶ روپے، دو سال ۲۴۹ روپے، تین سال ۳۵۰ روپے

بزنس منیجر: جسونت سنگھ

ڈپٹی ڈائرکٹر پروڈکشن: [illegible] کے سچدیوا

اسسٹنٹ بزنس منیجر: [illegible]

ترسیل زر کا پتہ: بزنس منیجر، پبلی کیشنز ڈویژن، پٹیالہ ہاؤس، نئی دہلی

مضامین سے متعلق خط و کتابت کا پتہ:

ایڈیٹر: "آج کل" (اردو)

پبلی کیشنز ڈویژن، پٹیالہ ہاؤس، نئی دہلی ۱۱۰۰۰۱

ترتیب

ارشد مسعود ہاشمی

چینی شاعری اور رُباعی

"شیہہ چنگ" (SHIH CHING کتابِ نغمہ) چین کا اوّلین شعری انتخاب ہے ۔ جسے کھنگ فوتسو (K'U'G FUT ZU ..... کنفیوسس ۔ ۵۵۱ ق م تا ۴۷۹ ق م) نے ترتیب دیا تھا ۔ اس انتخاب میں شامل کُل ۳۱۱ (تین سو گیارہ) نظمیں چار حصوں میں منقسم ہیں (ان میں سے گیارہ نظموں کے محض عنوان بچے ہیں) پہلا حصّہ کوؤ پھنگ" (KUO ?ENG) ہے جس کے تحت پندرہ ابواب ہیں جنہیں ۱۶۰ نظمیں شامل ہیں ۔ دوسرے حصّے "شیاؤ یا" .... (XIAO YA) کے آٹھ ابواب میں اسّی نظمیں ہیں ۔ تیسرے حصّے "تا یا" (DA YA) کے تین ابواب میں تیس نظمیں اور چوتھے حصّے "سنگ" .. (SUNG) کے کُل پانچ ابواب میں اکتالیس نظمیں ہیں ۔ تمام نظمیں دو سے سات بند پر مشتمل ہیں اور ہر بند دو سے تیرہ الفاظ پر مشتمل سطور کا ہے ۔ ان میں زیادہ تر چہار سطری بند ہیں اور اس قسم کا ہر بند ایک مکمل خیال رکھتا ہے ، ایک مکمل نظم ہے ۔ زیادہ تر نظموں کی سطور کی طوالت یکساں ہے اور چار مصرعوں کے بند کی فراوانی ہے ۔ چند مصرعے فقط ایک لفظ کے ہیں ۔ ہر صورت میں وزن ، بحر اور قافیہ پر خاطر خواہ توجہ مرکوز کی گئی ہے ۔ کئی نظموں میں دو سے پندرہ چہار سطری بند بھی موجود ہیں ۔ تین چہار سطری بند کے بعد دو ہم قافیہ سطور کی ترکیب بھی اچھی تعداد میں ملتی ہے ۔ دو سے پنج سطری بند زیادہ تر صورتوں میں چہار سطری بند کے اوّلین یا آخری حصّے کی تکمیل کرتے ہیں ۔ چہار سطری بند اکثر و بیشتر دو سے گیارہ الفاظ کے ہیں ۔ چار، پانچ اور سات الفاظ کی سطور زیادہ ہیں ۔

چین میں ادبی تنقید کا باضابطہ آغاز 'شیہہ چنگ' کے مقدمہ سے ہوتا ہے جو کھنگ فوتسو سے منسوب ہے ۔ اس کی ابتدائی سطر ہے :-

شاعری عمیق تفکر کا حاصل ہے ۔ لاشعور میں دبے
افکار عمیق تر ہوتے جاتے ہیں ؛ جب بیان کے
سانچوں میں ڈھلتے ہیں شاعری ہو جاتے ہیں ۔

حالانکہ کھنگ فوتسو بطور مفکر اور دانشور مسلکِ عمومی (تاؤ DAO) کا حامی نہیں تھا ۔ تاہم اس کی تعلیمات اس نے بھی اپنائی ہیں ۔ یہ تعلیمات ایسی ہیں جنہیں ہم کائناتی اور ARCHE TYPAL کہہ سکتے ہیں ۔ لاؤتس (LAOTZ) کی مانند وہ بھی الفاظ کے بے دریغ استعمال کی تکذیب کرتا ہے ۔

مرشد نے فرمایا : مجھے الفاظ کی ہمسری منظور نہیں
شو کھنگ گویا ہوا : مرشد خموش ہو تو شاگرد نسلوں کی تعلیم کس طور کریں ؟
مرشد نے فرمایا : فلک کیا کہتا ہے ؟ موسم معینہ مدّت پر آتے جاتے ہیں ، موجودات جنم لیتے ہیں ، نمو پاتے ہیں ، مرجاتے ہیں ۔ عالم کُن کیا کہتا ہے ؟

(لن یو LI?YU)

الفاظ سے بے اعتنائی کا یہ مسلک اور کھنگ فوتسو اور کلیہ چینی شاعری پر بھی عائد ہوتا ہے ۔ کھنگ فوتسو کے خیال میں الفاظ کی صحیح شناخت اور بہتر اندازِ گفتگو ایک مہذب قوم کی علامت ہے ۔ یوں تو خیال کی ترسیل کسی بھی سالمہ کے بغیر ممکن ہے ، لیکن جب اذہان میں ہم آہنگی نہ ہو ۔ خیال اور جمال میں یکسوئی نہ ہو تو بقول کھنگ فوتسو ، الفاظ کا استعمال یوں کرو گویا زبان سے ماہ کامل کے ٹکڑے کر رہے ہوں ۔ خود اس کے مکالمات بجا طوالت کجا ، طوالت سے بالکل عاری ہیں ۔ اسی طرح 'شیہہ چنگ' کی نظموں میں بھی کثرت ایسی نظموں کی ہے جن کی سطور چار سے

E - 202 ۔ مہاندی ہوسٹل جواہر لال نہرو یونیورسٹی ، نئی دہلی

پانچ الفاظ میں مکمل ہو جاتی ہیں۔

چین میں چہار سطری نظموں کے لیے اصطلاح رائج ہے ـــــ چو ہیہ چو (SHIH CHING) "شیہ چنگ" کی نظمیں ایک یا ایک سے زیادہ "چو ہیہ چو" سے مل کر بنی ہیں۔ اٹھارہویں صدی میں شی تسش ...... (SHI TS...) نے "سرود رفتہ" کے عنوان سے قدیم ترین چینی نظموں کا ایک انتخاب شائع کیا، جس میں ہان عہد HAN DYNASTY (۲۰۶ ق م سے ۲۲۰ء) سے قبل کی نظمیں شامل ہیں۔ اس میں چو ہیہ چو کی ایسی مثالیں موجود ہیں جو پانچ صدی ق م سے بھی پہلے کی تصور کی جاتی ہیں۔ "لی ان چو" (LI ...N CHU ـــ مسلسل نظم) چین کی ایک قدیم اور معروف صنفِ سخن ہے۔ اس میں دو یا دو سے زیادہ شعراء اپنی نظمیں ایک ساتھ، ایک سلسلہ میں کہا کرتے تھے اور ہر شاعر ایک "چو ہیہ چو" کہا کرتا تھا۔ ترتیب اس طرح ہے: الف نے پہلی چو ہیہ چو کہی۔ ب نے اس کے آخری مصرعے کو اپنا پہلا مصرعہ بنا کر چو ہیہ چو کہی پھر الف نے ب کی آخری سطر سے اپنی چو ہیہ چو شروع کی۔ اس قسم کی نظم طویل ہوا کرتی تھی کم از کم سو چو ہیہ چو پر مشتمل ہوتی تھی۔ یہ قطعی ضروری نہیں کہ جو خیال پہلے دو مصرعوں یا شعر میں ہے دوسرا شعر بھی اس کی تصویر ہو۔ یا یہ کہ پہلی چو ہیہ چو میں جن تصورات کو اپنایا گیا ہے، دوسری چو ہیہ چو یعنی دوسرے شاعر کا خیال اس سے ہم آہنگ ہو۔ یعنی تحریریں ایسی بھی دستیاب ہیں جن میں پہلا بند پانچ سے سات مصرعوں پر مشتمل ہے۔ دوسرا شاعر ایک سے زیادہ مصرعوں کو ملا کر بھی (یعنی چہار، پنج یا ہفت سطری نظم) کہہ سکتا تھا۔ یہ صنف چین کے ذریعہ جاپان میں بھی متعارف ہوئی۔ جاپانی شاعری کی اہم اصناف مثلاً ہائیکو (HAIKU) ہکا (HAKKA) ہاکائی (HAKAI) وغیرہ اور کوریا کی صنف "سی جو" (SIJO) اسی قدیم چینی صنفِ شاعری سے اختراع کی ہوئی صورتیں ہیں۔ جاپان میں اس صنف کے دو اہم شعراء باشو BASHO اور سوگی (SOGI) کی ایسی نظمیں اب بھی مقبول ہیں۔ ایسی نظمیں بھی کہی گئیں جن میں ایک ہی شاعر الف ہوتا ہے اور ب، ج بھی۔ ایک عام قیاس یہ ہے کہ چو ہیہ چو بطور صنفِ آزاد ان نظموں کی بدلی ہوئی شکل ہے۔ یہ تصور درست نہیں۔ کیونکہ چو ہیہ چو کی کئی مثالیں اس صنف کے رواج سے بھی از منۂ قبل موجود ہیں۔

لکس تسے (LOK'UE TSE) نے اپنے مضمون "چو ہیہ چو، کے تین ارتقائی ذرائع" میں چو ہیہ چو کی تاریخ سے متعلق بحث کی ہے۔ اس کے خیال میں الف) دوسری سے چھٹی صدی عیسوی کی مسلسل نظم لی ان چو سے چو ہیہ چو کا رواج پہنچا۔ دیگر ماہرینِ چینیات اور مورخین کی نگاہ میں یہ خیال درست نہیں۔ یوں بھی یہ مجہول سی بات ہے۔ کیونکہ "شیہ چنگ" میں کئی چہار سطری نظمیں موجود ہیں جو آٹھ سے دس صدی ق م سے تعلق رکھتی ہیں۔ یہ ممکن ہے کہ ان ادوار سے قبل بھی لی ان چو رائج رہی ہو، لیکن ایسے شواہد دستیاب نہیں۔ لی ان چو کی تخلیق کے پیچھے عموماً ایک شاعر اپنے حصّے کی چار سطور کہہ کر دوسرا بند بنانے کی بجائے دوسرے شاعر کی فکر میں مبتلا ہو جاتا تھا۔ بعض صورتوں میں ایسا بھی ہوتا تھا کہ اس کی نظم ان چار سطروں سے آگے نہیں بڑھ پاتی تھی۔ ایسی صورت میں وہ محض ان چار مصرعوں پر اکتفا کرتا تھا۔ لیکن یہ ادھوری تخلیق چو ہیہ چو نہیں کہلائی۔ اس کے لیے ایک دوسری اصطلاح مروّج ہوئی۔ لوآن چیو (LUANCHIU ب) یہ صنف اور اس ہیئت پہلی صدی عیسوی کے لوک گیتوں سے ماخوذ ہے۔ ج) یہ صنف تھانگ عہد (T'ANG DYNASTY) (۶۱۸ء سے ۹۰۹ء) کے دوران زبان اور اس کے عناصرِ ترکیبی سے متعلق مختلف لسانیاتی تجربات کی دین ہے۔

ان میں سے کوئی بھی خیال حتمی نہیں۔ "کلیاتِ شعر تھانگ" (چوان تھانگ شیہ (CHUAN T'ANG SHIH)) کے باب "نظم بہ طرزِ جدید" (شن تی شیہ HSIN T'I SHIH) "غیر لُو شیہ" (LU SHIH پانچ سطری نظمیں) اور "چو ہیہ چو" (CHUEH CHU ـ چہار سطری نظمیں) دو مقبول ترین اصناف کی صورت میں ملتی ہیں۔ یہ دونوں اصناف اس کلیات میں شامل نظموں کا تقریباً نصف حصّہ مہیا کرتی ہیں۔ اس سے قبل کے ہان عہد اور "وے ای عہد" (WEI DYNASTY ۲۲۰ء سے ۲۵۰ء) میں لکھی گئی چو ہیہ چو کی وافر مثالیں شو لنگ (HSU LING ۵۰۷ء سے ۵۸۳ء) کی ترتیب شدہ "نو تراکیبِ آسمانِ سخن" کے دسویں باب میں ملتی ہیں۔ جن کا قافیہ الف الف ب الف، الف ب الف ب، الف ب ب الف ہے۔ (مترجم)

مری خوابگہ میں رات یوں نکہتِ بادِ بہار آئی
قرنوں کی دوری پہ جیسے روئے یار کی نوید لائی
پلک جھپکتے طلسمِ ذہن میں اک صورتِ خواب بنی
فریادِ دل اور طلبِ حسن قرنوں کی یوں کھینچ لائی

"شیہ چنگ" کے علاوہ قدیم چینی شاعری کا ایک دوسرا اہم مجموعہ "چو تسو" (CHOU TZU جنوب کے گیت / لفظاً جنوب) ہے جو تیسری سے دوسری صدی قبل مسیح کی چینی شاعری کی نمائندگی کرتا ہے اُسے وانگ ای (WANG I) نے دوسری صدی عیسوی میں مرتب کیا تھا۔ اس بیاض کی زیادہ تر نظمیں چھو یوآن (QU YUAN ۳۴۳ ق م سے ۲۹۰ ق م)

کی تخلیق ہیں۔ چھوئیو آن نے بذاتِ خود شاعری کی نئی طرزوں کی تشکیل بھی کی۔ اس کے علاوہ لوشیہہ (LU SHIH) یوئیہ پھو (YUEH FU) اور چوئیہ چو بھی اس کی نظموں میں شامل ہیں۔ تیسری صدی ق م تک چوئیہ چو کی کئی تراکیب مستحکم ہو چکی تھیں۔ چھوئیو آن کی ایک چوئیہ چو دیکھیے:

تھی تسو چیانگ شی پھے پی چیو
نو می آؤ می آؤ شی چو یو
نی آؤ نی آؤ شی چن پھنگ
تھنگ تھنگ یو شی مسایو

ہر سطر میں پانچ الفاظ ہیں۔ "شی" کی تکرار وقفہ / کردار قاطع ہے۔ ترتیب دیکھیے:

تم تا تم تا تم
تم تا تم تا تم
تم تا شی شی تم ↔ یا تم تا شی تا شی یا تم شی تم تا شی
تم تا تم تا تم

"تھانگ عہد" (۶۱۸ء سے ۹۰۶ء) چینی شعر و ادب اور فلسفہ کا زریں دور تھا اور خصوصی طور پر چینی شاعری کے لیے یہ دوسرے (چھوئیو آن کے زمانے کے بعد) نشاۃ الثانیہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ تین سو برسوں سے بھی قلیل مدت کے اس دور کے متعلق امر مشہور ہے کہ ہر دس سال شخص ایک شاعر ہوا کرتا تھا۔ ان میں سے تقریباً ۲ فیصد نے اپنی کلیات شائع کیں اور ہر چار سو ایک ہزار کی آبادی میں کوئی امکانات شعری ہوا کرتے تھے۔ ابھی اس عہد کی اسی فیصد تحریریں موجود ہیں۔ چینی شاعری کے اس زریں دور کے نمائندوں کی صورت میں بیک وقت لی پو وانگ وے ای (WANG WEI) طوفو (DU FU) پو چوا ای (BAJUJ) اور لی شانگیان (LI SHANGYAN) کے نام لیے جاتے ہیں۔ ان پانچ شعرا نے چوئیہ چو گوئی کو اعلیٰ اور منفرد مقام عطا کیا۔ بحر، وزن اور قافیہ آرائی سے متعلق تجربات بھی ہوئے اور تصوف و عشق حقیقی سے عشق مجازی تک کے مختلف خیالات پر مضامین باندھے گئے۔ چند تراجم ملاحظہ ہوں:

اشک آنکھوں میں، دل پہ ہجر کی بدریاں
نہ تو لو بجھے نہ ہی شب ڈھلے کوئی صبح یوں تو آئے گی
کہ ہر اک عنصر کہ ترے روپ میں ڈھلا ہوا
ترے لمحہ لمحہ پہ آگ ہوگا، سہاگ ہوگا

(وانگ وے ای)

پوچھا دامن تا تار کھینچ کر نورِ چشم نے آج
کس کے گھر آئے ہیں گریباں چاک پیر مغاں آج
ہم سے رشتہ کیا؟ آئے کدھر وہ شام و سحر گنوا کر
جبیں پہ سوغاتِ تارِ سیمیں لیے حرز جاں آج

(لی شانگیان)

شہر کمخواب میں شورِ طبل و جرس جاری ہے
طوفانِ طرب سے ابر و آب میں بے قراری ہے
پر یہ میرے گیت و گت اس دنیا کی نذر
جان غیر مرئی بستانِ عشق کی سرشتہ داری ہے

(لیو چو ای)

وجہ لذت مستی جام شراب و قرب یار ہے امشب
لب لعلیں پہ شبت مہر وفا پردہ دار ہے امشب
آنکھوں میں خوف، لگن، حجاب و شوق کی مستی عیاں
دیکھنا چہرۂ خوباں سے تحیرِ منعفِ دیدار ہے امشب

(طوفو)

نہ پوچھ وجہ بے سروسامانی و دیوانگی اے جاں
کہ دل برق کو باندھے ہوا ہے آمادۂ واماندگی اے جاں
عالم کون کا سفر درپیش ہے کہ ماہ و گل کے دیکھ دوش
تری دنیا کی انجان روش، خرم گل کی شوریدگی اے جاں

(لی پو)

الف الف ب الف قافیہ آرائی کا رواج عام تھا۔ اس ترتیب کے علاوہ جن قوافی کے تحت چوئیہ چو ملتی ہیں وہ یہ ہیں:
الف ب ج ب، الف الف الف الف، الف ب ب ب،
الف ب الف ب، الف الف ب ب، الف ب الف الف،
الف ب ج ج، اور الف ب ج الف۔ ان میں سے بعض صورتیں "سرودِ رفتہ" اور "کتابِ النغمہ" میں بھی اچھی تعداد میں موجود ہیں۔ "حان عہد" (۲۰۶ ق م سے ۲۲۰ء) کی ابتدائی دو صدیوں تک قافیہ آرائی کی دو مربوط صورتیں رائج تھیں ــــ ہم صورت اور ہم صوت ــــ چینی الفاظ کی اولین خصوصیت یہ ہے کہ تصور کا عکس اور صورت نگار ہیں۔ ایک جیسی بنیادی ہجاؤں والے الفاظ اور ایک جیسی آواز (مشابہہ) لیکن مختلف مفہوم و صورت والے الفاظ سے قافیہ کی ترتیب کی جاتی تھی ــــ بدھ مذہب کی درآمد کے زمانے میں پہلی صدی عیسوی میں چینی زبان میں چند تبدیلیاں رونما ہوئیں۔

ان میں تاکیدوں کی ایجاد کی گئی۔ چار اقسام کی تاکیدیں دریافت ہوئیں قافیہ آرائی کی دوسری شکل یہ عام ہوئی کہ اگر (الف الف ب الف قافیہ کی صورت بطور مثال ہیں) الف پر پہلی تاکید ہے تو ب پر بقیہ تین سے کوئی ایک تاکید ہوگی۔ مثلاً ——

پہلی سطر کی اختتامی قوافی پر تاکیدِ اوّل
دوسری سطر کی اختتامی قوافی پر تاکیدِ اوّل
تیسری سطر کی اختتامی قوافی پر تاکیدِ سوم
چوتھی سطر کی اختتامی قوافی پر تاکیدِ اوّل

قافیہ آرائی کے لیے درمیان کے کسی لفظ کی ہجا (RADICAL) پر تاکید کی صورتیں بھی موجود ہیں۔ مثال کے طور پر چار ارکان والی چو بہ چو کی پہلی سطر کے تیسرے رکن پر چوتھی تاکید ہے تو دوسری سطر کے تیسرے رکن پر بھی چوتھی تاکید ہوگی۔

تیسری سطر کی صورت قدرے مختلف یا بالکل مختلف ہوگی اور چوتھی سطر کے چوتھے ارکان پر بھی چوتھی تاکید ہوگی۔

(۲)

اس مقالے کا مقصد چار سطروں اور مختلف قافیوں والی نظموں کی ارتقائی تاریخ سے متعلق بحث ہو رہی ہے۔ چینِ قدیم و جدید میں چار سطروں والی نظم جو "چو بہ چو" کہلاتی ہے۔ اس کے لغوی معنی ہیں —— ٹوٹی ہوئی سطریں۔ تکنیک کو مدِ نظر رکھتے ہوئے اس کی قریب ترین اردو یا فارسی اصطلاح "رُباعی" ہے۔ فارسی رُباعی جس کا سفر غالباً رودکی سے شروع ہو کر خیام کی تخلیقات میں نقطۂ ارتکاز کو پہنچتا ہے۔ تھانگ عہد اور اس سے ہزاروں برس پہلے کی چو بہ چو سے حد درجہ مماثلت رکھتی ہے۔ یہ مماثلت محض سطور کی قیود میں ہی نہیں بلکہ قافیہ کے استعمال میں بھی ہے۔ یورپی ادب میں جو صنف QUATRAIN کہلاتی ہے اس کے بحر اور قافیہ بھی چو بہ چو سے مشابہ ہیں۔ فارسی، عربی، ترکی یا اردو میں اصطلاح رباعی ان نظموں کے لیے مستعمل ہے جن میں چار سطور ہوتی ہیں۔ اور عموماً جن کی پہلی، دوسری اور چوتھی سطر ہم قافیہ ہوتی ہے۔ یہ ترکیب نہ صرف یہ کہ تھانگ عہد بلکہ اس سے قبل کے چوکو عہد کی ہے۔ ایرانِ قدیم میں رباعی، "ترانہ" بھی کہلاتی تھی۔ ترانہ اور چو بہ چو ہم معنی ہیں۔ اصطلاح ترانہ فی الحقیقت 'چو بہ چو' کے معنی و مفہوم کے زیرِ اثر وضع کی گئی۔ سرزمینِ ایران کی گیارہویں اور بارہویں صدیوں میں رباعی بطورِ فنِ شاعری عروجِ کمال پر تھی۔ حالانکہ یہ صنف اس سے بہت پہلے وہاں متعارف ہوئی۔ سسو ما چھین (SBU MA CH'IEN) کی تاریخی تصنیفات (بالخصوص شو جنگ۔ کتاب التاریخ) میں یہ تذکرہ ملتا ہے کہ مختلف جنگ یا تجارتی مقاصد کے دوران ایران گئے ہوئے چینیوں نے وہاں درس و تدریس کے مشاغل بھی انجام دیے۔ اس کا اصل مقصد ایرانیوں کو چین کے تین عظیم مذاہب (مسلک العمومی، مکتبِ کھنگ فوتسو اور بدھ مت) سے آگاہ کرانا تھا۔ بعض شواہد کی بنا پر رودکی کو پہلا رُباعی گو مانا جاتا ہے۔ رودکی کا انتقال ۹۴۱ء میں غزنی میں ہوا تھا اور اس دور سے صرف تین صدیوں قبل تک یہ علاقہ چینیوں کی آمد و رفت کا مرکز بنا تھا۔ عمر خیام کی پیدائش ۱۰۴۸ء میں ہوئی تھی اور انتقال ۱۱۲۳ء میں ہوا۔ اس کی پیدائش آمو ندی کے کنارے بعلاقہ خراسان کے ایک خطہ نیشاپور میں ہوئی تھی۔ آمو ندی چینی تجارتی قافلے کے رسل و رسائل کا عام وسیلہ تھی۔ یہ علاقہ ایران کے شمال مشرقی حصہ میں واقع ہے۔ جس کے بعض علاقوں میں چین کے آبادکاروں کا تسلط تھا۔

اطالوی مورخ اور عالم ALESANDRO BAUSANI نے واضح کیا ہے کہ رباعی وسط ایشیا میں ترکوں کے ذریعے متعارف ہوئی۔ مغربی ترکوں نے ۱۰۲۱ء میں فارس کا رخ کیا تھا اور آمو ندی سے گزرتے ہوئے خراسان کی جانب گئے تھے۔ وسط ایشیا کے ترکوں کا سلسلہ تھانگ عہد (۶۱۸ء سے ۹۰۶ء) سے جڑا ہے۔ چین اور فارس کا تعلق درحقیقت اس سے قبل پہلی صدی عیسوی کے اواخر میں ہی استوار ہو چکا تھا۔ پہلی صدی ق م تک چینی نو آبادکار مغرب اور شمال مشرق کے کئی خطوں میں بس چکے تھے۔ رفتہ رفتہ آئندہ دہائیوں میں ان کا تعلق اصفہان، خشگر، یارقند، ختان اور طرفان سے مستحکم ہوتا گیا۔ ان علاقوں کے زیادہ تر حکمراں ایرانی نسل کے تھے۔ ہنگ تی کے دور میں کانسو پر غاصب شیونگ نو (XIUNGNU) کو شکست دے کر چینیوں نے کانسو سے مغرب موجودہ ہامی (HAMI) پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد مغربی علاقوں میں چینیوں کی نو آبادکاریاں زور پکڑتی گئیں۔ اس دور کا ایک مشہور چینی جنگ جو پان چھاؤ (PAN CH'AO ۳۲ء سے ۱۰۲ء) تھا جس کا خاندان ادبی لحاظ سے نہایت معتبر مانا جاتا ہے۔ یہ چین کے عظیم مورخ پان کو (PAIKU) اور عظیم ترین ادیبہ پان چھاؤ PAN CHAO کا بھائی تھا۔ پان چاؤ نے بھی اپنی نظموں میں "چو بہ چو" کا وسیع سرمایہ چھوڑا ہے۔ ان میں زیادہ تر چار اور پانچ الفاظ کی سطور پر مبنی ہیں اور الف الف ب الف قافیہ میں ہیں۔ پان چھاؤ وسط ایشیائی .... چینی سرحدوں کا حکمراں تھا جس نے سلطنت کو موجودہ وسعت عطا کی۔ اس کی فوجیں روس کے بعض علاقوں پر بھی حملہ آور

ہوئیں اور اس نے پہلی بار اپنا سفارتی عملہ خلیج فارس کی جانب بھیج کر فارس سے اپنے تجارتی تعلقات قائم کیے۔ پہلی صدی عیسوی میں وسط اور مغربی ایشیا، روم، یونان اور فارس سے چین کے مستحکم تجارتی تعلقات قائم ہو چکے تھے۔ اس دور کی چینی تاریخ اور اس کے باقیات میں جا بجا یونان، فارس SAR'MATIAN، SCYTHO-SYBERIAN، BABYLONIAN اور خطوں سے تعلقات کی تفصیلات ملتی ہیں۔ پہلی صدی عیسوی کے آغاز میں ان کے تجارتی قافلے بحر احمر اور بحر ہند سے گزرتے ہوئے ہندوستان اور لنکا سے بھی آگے کی جانب گئے۔ خطِ استوا پر بسی دنیاؤں سے بھی ان کے تعلقات قائم ہوئے۔ اس دور میں انہوں نے مملکتِ روم کے مشرقی خطے کی بھی دریافت کی جسے تاچھن (TA CH'IN) کہا گیا۔ پان چھاؤ کا سفیر تاچھن کے لیے بھی روانہ کیا گیا۔ لیکن بعد کے زمانوں میں آپسی عداوت کی بنا پر ان کے تجارتی تعلقات دوبارہ بحال نہیں ہو سکے۔ ایک دوسرا قافلہ کوانگ چوو (CANTON) اور شنکیانگ (SHINKIANG) سے گزر کر تاشقند کوشی کا ایر (کشغر) ہوتے ہوئے الماتا، سمرقند، بخارا، اشک آباد، مشہد، اسفہان، ہمدان ہوتے ہوئے ازمیر سے استنبول تک پہنچا۔ اسی مدت (یعنی تیسری سے دوسری صدی ق م) میں کئی قافلے برما سے لنکا ہوتے ہوئے بحیرۂ عرب بحر احمر اور ماوراء النہر سے گزر کر روم کے لیے روانہ ہوئے۔ کوانگ چوو، شنکیانگ اور کانسو...... (KANSU) اہم تجارتی مراکز تھے۔ ریشم کی تجارت کے ساتھ علوم و فنون کی نکاسیاں بھی ہوئیں۔ ادب العالیہ کے تراجم کے حوالے بھی ملتے ہیں۔ اسی زمانے میں پان چھاؤ کے باپ پان پیاؤ (PAN PIAO) نے سسوما چھین کی نامکمل تصنیف چھین ہان ستو (CH'IEN HANSHU) کی تکمیل کا بیڑا اٹھایا جو اس کے بیٹے پان کو اور بیٹی پان چاؤ کے ذریعے مکمل ہوئی۔ اس کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ چینی نوآبادکاروں کے ایران، روم، یونان اور روس میں بستے جانے کے ساتھ ساتھ ایرانی، ترکی، منگولی اور منچوریائی جنگجوؤں اور غلاموں کی شکل میں چین کے مختلف حصوں میں بستے گئے۔ چینی نوآبادکاروں نے فارس میں تجارتی امور نبٹانے کے بعد تعلیم و تدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ سرزمین چین ازمنۂ قدیم سے ہی معتبر اور مستحکم مذہبی اور فلسفیانہ تعلیمات کی پابند رہی ہے۔ "ای چنگ"...... (I CHING — کتاب تغیرات) کا شمار دنیا کی قدیم ترین تصانیف میں ہوتا ہے۔ یہ چو عہد کے ادب پاروں خصوصاً فلسفہ کی کتاب ہے اس کی تحریروں میں چو پہ چو کے نمونے ملتے ہیں، جن میں تصوف کی رنگا رنگی کے ساتھ حق سے لو لگانے کے لیے مراقبوں کے درجات کی تفصیلات ملتی ہیں۔ (اس کتاب کا مرکزی خیال ہے ـــ میں باخبر ہوں کہ مبتلائے احتراق

ہوں) مسلک العمومی ("تاؤت چنگ" TAOTE CHING) میں حیات و موت کے فلسفہ کی بہترین پیش کش ملتی ہے۔ صوفیانہ مکاشفات کی تعلیمات بھی ہیں۔ اس صحیفہ کی اکیاسی [81] آیتوں میں سولہ [16] جگہوں پر چو پہ چو کا استعمال ملتا ہے۔

تھانگ عہد کے دوران ۲۵ اگست ۶۶۵۱ کو خلیفہ عثمان بن عفان کا ارسال کردہ ایک عربی وفد اسلام کی تبلیغ کے لیے چین پہنچا۔ اس وقت تک چینیوں کی ایک بڑی تعداد منگولیہ، منچوریہ، ایران، تبت، برما اور بعض یورپی خطوں پر آباد ہو چکی تھی۔ ساتویں صدی میں اسلامی صوفی ازم کی زیادہ مثالیں نہیں ملتیں۔ جب کہ یہ دور چینی تصوف کے عروج کا دوسرا سنہرا زمانہ تھا۔ بعد کی اسلامی صوفیانہ مکاشفات میں چینی تصوف کی آمیزش نمایاں ہے۔ چھٹی صدی عیسوی سے قبل کے ایران میں رباعی جیسی کسی صنف کا کوئی تذکرہ نہیں ملتا۔ عربی شاعری میں اختصار کی کوئی جگہ نہ تھی۔ دورِ جاہلیت کے تمام شعراء ہجو، مثنوی، رزمیہ وغیرہ کہا کرتے تھے۔ دوسری جانب یورپ کے قدیم شعراء کے یہاں بھی چار مصرعوں والی اس صنف کے نمونے نہیں ملتے......

NORSE POETRY کی ابتدائی مثالوں میں جو STROPHIC نظمیں ہیں یا (STANZAIC) انمیں چار سطروں کے استعمال کا رواج ملتا ہے۔ یہ HEROIC POETRY اور اس دور کے زمرے میں آتی ہے۔ مصر کا ادب ILIAD اور ODYSSEY سے شروع ہوتا ہے......... اوّلین TEUTONIC POETRY کی مثال ANGLO-SAXON کی BEOWULF ہے۔ NORSE POEMS نویں صدی سے قبل کی تصور نہیں کی جاتیں۔ قدیم یونانی اور TEUTONIC نظموں میں STANZA کا استعمال سرے سے ناپید ہے۔ WELSH نظمیں قدیم ترین تخلیقات کی صورت میں چار کتابوں میں محفوظ ہیں۔ BLACK BOOK OF CARMARTHEN، BOOK OF ANEIRIN، BOOK OF TALIESIN اور RED BOOK OF HERGEST یہ سب دسویں صدی عیسوی کی تخلیقات ہیں۔ بعض شعراء مثلاً....... TALIESIN، ANEIRIN اور LLYWARCH HEN چند ماہرین کے مطابق چھٹی صدی عیسوی سے تعلق رکھتے ہیں۔ لیکن اس سلسلے میں اب تک کوئی بھی مستحکم ثبوت فراہم نہیں ہو سکا ہے۔ ان تمام شعراء کی نظمیں اور ان تمام ادوار کی منظوم تخلیقیں عموماً مسلسل اور طویل ہوتی تھیں۔ بعض شعراء کے یہاں درمیان میں وقفہ کا استعمال ملتا ہے۔ لیکن چار مصرعوں والے بند کی روایات نہیں ملتیں۔ مصر کے لوک گیتوں کے اصل نسخوں میں بھی چار مصرعوں کا رواج نہیں ملتا۔ سنسکرت شاعری اب بھی اس صنف سے ناآشنا ہے۔ بعض ماہرین چینیا

کے خیال میں یورپی شاعری کی قدیم صورتیں OCTAVE اور SONNET بھی چین کے زیرِ اثر دریافت ہوئیں۔ اس خیال کی تصدیق کے لیے قدیم چینی شاعری کے کئی ایسے نسخے موجود ہیں جب کہ ادوار کی یورپی نظمیں محض داستانی سلسلہ ہوا کرتی تھیں۔ یورپ میں SONNET کی اولین مثالیں اس دور میں ملتی ہیں جب یہ نشاۃ الثانیہ سے گزر رہا تھا۔ اب تک کی تحقیق کے مطابق 'سانٹ' کی اوّلین مثال تیرھویں صدی کے سسلی کے شاعر .... PIERRE DELLE VIGNE (۱۱۹۰ء سے ۱۲۴۹ء) کے یہاں ملتی ہے۔ (اس شاعر کا حوالہ دانتے (DANTE) کے INFERNO کے تیرھویں میں بھی ملتا ہے) دبستانِ سسلی کے اس کے دیگر ہمعصر شاعروں مثلاً JACOPO MOSTACCI، THE ABBOT OF TIVOLI، RINALDO D'AQUINO، GIACOMO DA LENTINO اور GUITTONE D'AREZZO کے یہاں بھی اس کی مثالیں موجود ہیں۔ سسلی کے بعض خطے اس دور میں عربوں کے قبضے میں تھے اور اس وقت عربوں کے تجارتی تعلقات چین سے بڑی اچھی حد تک استوار تھے۔ عباسی خلیفہ ہارون رشید کے زمانہ میں عرب کا چین سے تعلق ایک بار پھر مستحکم ہوا — ہارون الرشید نے چینی ادب و فلسفہ کے تراجم عربی میں کروائے۔ اس دور کا ایک مستند ترجمہ "تاریخ الامم" ہے جس کی پانچ جلدیں ہیں۔ اس میں کنگ فزتسو کی تعلیمات کے علاوہ دیگر ادبی شہ پارے اور فلسفیانہ منطقی اقوال کے علاوہ آئی چنگ کے دو حصے بھی شامل ہیں جن میں چو بہ چو مستعمل ہوئی ہے۔ انگریزی ادب دیگر کلاسیکی ادب کی مانند زیادہ قدیم نہیں ہے۔ دانتے (DANTE) کی TERZA RIMA، سرفانیو (SERFANIO) کی ..... STROMBOTTO، PETRARCHIAN SONNET اور abababcc قافیہ والے ہشت سطری بند جیسی صورتیں اور ترکیبیں "کتاب النغمہ" اور "سرودِ رفتہ" میں اچھی تعداد میں موجود ہیں۔ اس کے علاوہ abba abba کے ذریعے متعارف ہوئی اور شیکسپیئر (SHAKESPEARE) یاٹ (WYATT) اور سرے (SURREY) کے دور میں عروج پر پہنچی۔ انگریزی شعر و ادب کی بنیاد ترجموں پر کھڑی ہے۔ یاٹ اور سرے کی سانٹ کی زیادہ تر تعداد پیٹرارک (PETRARCH) کی تراکیب و ترتیب سے ماخوذ ہے یا مستعار ہے۔ شیکسپیئر کے یہاں سانٹ میں عموماً تین QUATRAINS کے بعد ایک شعرا (COUPLET) ہوا کرتا ہے۔ "کتاب النغمہ" میں اس ترتیب کی تیس سے زائد نظمیں ہیں۔ ورجل (VIRGIL) کی ECLOGUES تک لاطینی شاعری میں قافیہ آرائی کی صورت نظر نہیں آتی۔ لاطینی زبان بھی چھٹی صدی قبل مسیح میں معرضِ وجود میں آئی۔ ہوراس (HORACE) کے مطابق روم کا ادب اینڈرونکس (ANDRONICKS) سے شروع ہوتا ہے جب روم اطالیہ پر قابض تھا اور میڈیٹیرینین (MEDITERRANEAN) میں اس کی حاکمیت تھی۔ یورپ سے چین کے اوّلین تعلقات ایک عام خیال یہ ہے کہ "شاہراہِ ریشم" کے کھلنے کے بعد پہلی صدی ق م میں بحال ہوئے۔ اب ایسے شواہد دستیاب ہوئے ہیں، جن سے پتہ چلتا ہے کہ یورپ کے بعض اہم خطوں سے چین کے مستحکم تجارتی تعلقات ساتویں صدی ق م میں ہی بحال ہو چکے تھے۔ یورپی تہذیب و ادب پر چینی مکاتب ادیان و ادب کے اثرات بھی دریافت ہوئے ہیں۔ اس زمانے میں یورپ کی سرزمین ارسطو، افلاطون اور سقراط سے ناآشنا تھی۔ افلاطون کنگ فزتسو کا ہم عصر ہے۔ ان ادوار میں یورپ میں شعر و ادب کے امکانات ظاہر بھی نہیں ہو سکتے تھے۔ اطالوی اور یونانی تجار چینیوں کے شعور ادب و شعر کے قدردان تھے اور ان سے فیض حاصل کرتے تھے۔ تعلیم کی زبان شاعری تھی۔ اختصار کی اہمیت تھی۔ چو بہ چو کا رواج عام تھا۔ لہٰذا یہ قطعی بعید نہیں کہ یہ صنف یورپی اور مشرقی ادب میں چین سے مختلف صورتوں میں مستعار لی گئی ہو۔ فارسی اور عربی رباعی کی اس چینی اصل کے متعلق بھی کسی شبہے کی گنجائش نہیں۔ ●●



کرشن ادیب

غزل

ہم نہ تھے ہرگز کبھی یوں جنگ میں بزدل بہت
دشمنوں کی صف میں لیکن یار تھے شامل بہت

شرف تجھ کو بخشنا ہے آج اپنے قتل کا
ورنہ مل جائیں گے ہم کو اور بھی قاتل بہت

ڈھونڈتے پھرتے ہیں اس کو جو کہیں ملتا نہیں
اور دیر تک کرتے رہے ہیں سعیِ لاحاصل بہت

صبحدم آئی پرندوں کو خدا حافظ کہیں
ہوں گے ان کے منتظر پھر شام کو ساحل بہت

اب تو مدت سے حریفانہ تعلق ہے ادیب
زندگی تھی جس کے دم سے پیار کے قابل بہت

E.89، کچلو نگر، لدھیانہ ۱۴۱۰۰۱ (پنجاب)